REVIEW OF RESEARCH
ISSN: 2249-894X
IMPACT FACTOR : 5.7631(UIF)
VOLUME - 15 | ISSUE - 5 | FEBRUARY - 2026

ہمہ جہت شخصیت کا مالک : سلام بن رزاق

محمد سہیل منظور احمد فقیر
اسسٹنٹ پروفیسر شعبۂ اُردو
چھترپتی شواجی راجے مہاودیہ لیہ، اودگیر

سلام بن رزاق کا اصل نام شیخ عبدالسلام عبدالرزاق ہے۔ وہ ایک ممتاز ہندوستانی اردو اور ہندی افسانہ نگار، مترجم اور ادیب ، بچوں کے قلم کار، معلم، فلم اور سیریل رائٹر تھے۔ انہیں ہمہ جہت شخصیت کا مالک کہا جاتا ہے کیونکہ ان کی ادبی خدمات بہت وسیع اور کثیر الجہتی ہیں۔ اردو ادب میں ان کی درازی قد کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ملک کے سب سے اعلیٰ ادبی اعزاز ساہتیہ اکادمی ایوارڈ سے انہیں دو مرتبہ نوازہ گیا۔ ادب تکلیق کرنے اور ترجمہ نگاری کے لئے انہیں ساہتیہ اکاڈمی اپنے باوقار انعامات سے نواز چکی ہے۔ سلام بن رزاق جس روانی سے اردو میں ادب تخلیق کرتے ہیں اتنی ہی خوش اسلوبی سے ہندی میں بھی لکھتے ہیں۔ جس مہارت کے ساتھ وہ ہندی ادب کو اردو کا قالب عطا کرتے ہیں اتنی ہی عالمانہ مہارت کے ساتھ مراٹھی ادب کو بھی اردو کا لباس پہنانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

سلام بن رزاق ۱۵/نومبر ۱۹۴۱ء میں پنویل (رائے گڑھ ضلع مہاراشٹر) میں پیدا ہوئے۔ ان کا بچپن غربت اور محرومی میں گزرا۔ ماں کی ابتدائی موت کے بعد پھوپی نے ان کی پرورش کی۔ تعلیم مراٹھی میڈیم اسکول سے ہوئی کیونکہ ان کے علاقے میں اردو اسکول نہیں تھا۔ لیکن وہ لائبریریوں میں اردو، ہندی اور مراٹھی کتابیں پڑھتے رہے۔ اس مطالعے نے ان کے اندر ادبی ذوق پیدا کیا۔ اسکولی دنوں میں ہی ان کا رجحان شاعری کی طرف تھا۔ وہ ابتداء ہی سے غزلیں، نظمیں اور مرثیے لکھا کرتے تھے۔ اسی طرح داستان، تاریخی وجاسوسی ناول پڑھتے پڑھتے وہ نثر کی جانب کب راغب ہوئے انھیں پتہ ہی نہیں چلا۔

سلام بن رزاق ۳۵ سال تک معلم رہے اور بی ایم سی کے ایک اسکول سے پرنسپل کے عہدے سے ریٹائر ہوئے۔ وہ ممبئی میں مقیم تھے۔ ان کی بیوی زاہدہ بیگم شیخ اور بیٹا سہیل احمد شیخ ہیں۔ وہ ۷/مئی ۲۰۲۴ء نوی ممبئی میں ۸۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔ سلام بن رزاق کو اپنی ادبی خدمات کے اعتراف میں کئی ادبی ایوارڈز بھی ملے۔ ان میں ساہتیہ اکاڈمی ایوارڈ، غالب ایوارڈ، مہاراشٹر اردو ساہیتہ اکادمی ایوارڈ، اتر پردیش اردو اکادمی ایوارڈ، بہار اردو اکادمی ایوارڈ، سنت گیا نیشور قومی ایوارڈ وغیرہ شامل ہیں۔

سلام بن رزاق نے اپنا پہلا افسانہ ۱۹۶۲ء میں ''رین کوٹ'' لکھا جو نہایت ہی معتبر جریدے ''شاعر'' میں شائع ہوا۔ سلام بن رزاق کی زندگی کے دو ایسے واقعات رونما ہوئے جن کی خلش اور صدمے نے ان کا کبھی پیچھا نہیں چھوڑا۔ بچپن میں ماں کی موت اور ابتدائے جوانی میں اولین عشق میں ناکامی کے صدمے کو وہ کبھی بھی بھلا نہیں پائے۔ افسانہ نگاری میں قدم رکھنے کے بعد شاعری کی جانب سے ان کی توجہ ہمیشہ کے لئے ہٹ گئی۔

نویں جماعت کے نصاب میں معروف مراٹھی ادیب وی سی کھانڈیکر کی کہانی مائی (ماں) شامل تھی۔ اس کہانی کو انھوں نے اردو میں ترجمہ کیا۔ یہ ترجمہ روزنامہ انقلاب میں شائع ہوا۔ اس طرح سلام بن رزاق مراٹھی ادب کو اردو کے قالب میں ڈھالنے کی راہ پر چل پڑے۔ انہوں نے ہندی کی عصری کہانیوں کے ان کے ترجمے کے مجموعے کو ۱۹۸۸ء ساہتیہ اکاڈمی نے تحریر کردہ منتخب افسانوں کا مجموعہ

ہے، جسے ساہتیہ اکاڈمی نے ۲۰۰۰ء میں انعام کا حق دار قرار دیا۔

سلام بن رزاق نے تنقیدی مضامین ،تبصرے ،ڈرامے ،ریڈیو فیچر ،فیچر فلمیں ،بچوں کی کہانیاں لکھیں اور ترجمے بھی کئے لیکن ان کی حقیقی پہچان ایک ایسے افسانہ نگار کے طور پر ہے جس کا اسلوب بیانیہ ہے۔جو معاشرے کے گھناؤنے چہرے سے بہت اچھی طرح آشنا ہے۔اور جو نہایت دیانت داری سے معاشرے کی سچائی کو بیان کر دیتا ہے۔اس کا لہجہ بے باک ہے لیکن اس میں ہلکا پن نہیں ہے۔وہ اپنی بات کو سادہ اور شستہ انداز میں کہنے پر قدرت رکھتے ہیں۔سچ کہا جائے تو سلام بن رزاق دکھ درد کے ماروں کی آس اور محرومی کا ترجمان ہے۔وہ معاشرے کے دبے کچلے لوگوں کے دلوں میں امید کی شمع روشن کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

معروف فکشن نگار اور ناقد ڈاکٹر اسلم جمشید پوری کے خیال میں :

''سلام بن رزاق کا شمار جدیدیت کے بعد ابھرنے والی نسل کے صف اول کے افسانہ نگاروں میں ہوتا ہے۔سلام بن رزاق کے افسانے زمین کی طرف واپسی ،بیانیہ کی واپسی اور کرداروں کی واپسی کی راہ ہموار کرتے ہیں۔نئے مسائل ،نیا سماج اور افسانے کی نئی ڈگر نے اردو افسانے کو قاری سے جوڑنے کا مشکل کام کیا۔سلام بن رزاق کے افسانے نئی نسل کی بھی رہنمائی کرتے ہیں۔''انجام کار،اکلویہ کا انگوٹھا۔ شکستہ بتوں کی درمیاں،ننگی دوپہر کا سپاہی وغیرہ ان کی یادگار افسانے ہیں۔''

خود اپنی افسانہ نگاری کے متعلق یہ رائے دی ہے کہ :

''ہمارے اردگرد چپے چپے پر اتنا زہر پھیلا ہے کہ منٹو تو کیا خود شنکر بھگوان بھی زمین پر آجائیں تو تنہا اس زہر کو نہیں پی سکتے۔لہذا معاشرے کا یہ زہر تھوڑا ہم سب کو پینا ہوگا۔یہ ہمارے لئے چیلنج بھی ہے اور ہماری ذمہ داری بھی۔ایک قلم کار کی حیثیت سے میرے سامنے بھی یہ چیلنج موجوع ہے۔لہذا میں افسانے کیا لکھتا ہوں دراصل اپنے حصے کا زہر پی کر اپنی ذمہ داری سے عہدہ براہونے کی کوشش کرتا ہوں۔''

اس ضمن میں افسانہ''زندگی افسانہ نہیں'' کا ایک اقتباس ملاحظہ کیجئے اور محاوروں سے مسجع ان کی تحریر کا لطف لیجئے۔

''جمیلہ دیکھ رہی تھی کہ اس کی ماں ہیں اب کچھ بچا نہیں تھا۔ڈھیلے ڈھالے کپڑوں کے نیچے بس مٹھی بھر ہڈیوں پر سوکھی روکھی چمڑی مڑھی ہوئی تھی۔آنکھیں اندر کو دھنس گئی تھیں۔اور گال پچک گئے تھے۔ماں پوری طرح نچڑ گئی تھی پھر بھی اس کا باپ اسے برابر نچوڑ کر ہی دم لیں گے۔کبھی کبھی اس کے جی میں آتا کہ بزرگی کا لحاظ کئے بغیر وہ باپ کو ایسی کھری کھری سنائے کہ ظاہر پرستی کا وہ لبادہ جو انہوں نے اوڑھ رکھا ہے تار تار ہو جائے مگر وہ صرف خون کے گھونٹ پی کر رہ جاتی۔''

سلام بن رزاق نے متعدد ادیبوں اور شعراء پر مضامین بھی لکھے ہیں۔غالب ،غیاث احمد گدی ،عصمت چغتائی ،باقر مہدی ،علی سردار جعفری ،راجندر سنگھ بیدی اور ساگر سرحدی پر ان کے مضامین اپنی مثال آپ ہے۔''غالب کے حضور میں'' ان کے مضمون کا ایک

اقتباس :

''جس طرح فریضہ حج کے لئے کعبہ کے طواف کے ساتھ سنگ اسود کو بوسا لینا سنت ہے۔اسی طرح چمنستان غالب کی سیر کئے بغیر اردو ادب کالفت خواں طے نہیں کیا جاسکتا۔اس بات کو قدرے تمثیلی پیرائے میں یوں بھی بیان کیا جاسکتا ہے کہ اردو ادب ایک دیو ہے جس کی جان غالب کی شاعری میں قید ہے۔''

ان کا بچوں کا ادب بھی قابل ذکر ہے۔وہ بچوں کے لئے کہانیاں ،ناول اور دیگر تخلیقات بھی لکھے۔ان کی مشہور بچوں کی کتابوں میں سے ایک ''ننھے کھلاڑی'' (بچوں کا ناول) ہے۔اس کے علاوہ انہوں نے بچوں کی کہانیاں بھی لکھیں جو سادہ دلچسپ اور اخلاقی پیغامات سے بھری ہوتی تھیں۔

سلام بن رزاق کا فوکس ادب (افسانے ،بچوں کا ادب ،تراجم) پر تھا اس لئے فلم اور سیریل میں انکا کردار معاون رہا۔رئٹنگ اور اسسٹنٹ رائٹر کی شکل میں ان کی مشہور شارٹ فلم One Long Night (2005) ان کی اس میدان میں نمایاں مثال ہے۔

مختصراً یہ کہ سلام بن رزاق کی ہمہ جہت شخصیت اردو ادب کی ایک روشن مثال ہے۔افسانہ نگار کے طور پر انہوں ل ے جدیدت کے بعد کی نسل کو نئی سمت دی۔مترجم کے طور پر ہندوستانی زبانوں کے پُل کو مضبوط کیا اور بچوں کے ادیب کے طور پر معصومیت اور اخلاقی اقدار کو فروغ دیا۔ان کی تخلیقات میں سادگی ،صداقت اور سماجی شعور کا امتزاج انہیں منفرد بناتا ہے۔ان کے انتقال کے باوجود ان کا فن زندہ ہے اور زندہ رہے گا، کیونکہ ان کے کردار آج بھی ہمارے معاشرے کی حقیقت کی عکاسی کرتے ہیں۔

☆☆☆

حوالہ جات

☆ تذکرے:سلام بن رزاق
دستیاب آن لائن: Tazkire-Salam-Bin-Razzaq/ebook/http://www.rekhta.org
☆ سلام بن رزاق:اپنے افسانوں کے آئینے میں: شاکر تسنیم
دستیاب آن لائن: Salam-Bin-Razzaq-apne-afsanon-ke-ayine-men/ebook/http://www.rekhta.org

☆☆☆☆

Md Suhail Manzoor Ahmed Fakir
Asst,Prof,Dept of Urdu
Chhatrapati Shivaji Raje Mahavidyalaya
Udgir,413517 TQ, Latur.Dist
Mobile No: 8421251422
Email Id:fakirmohammedsuhail@gmail.com